10012-قرآن کریم کس نے لکھا اور اسے کیسے جمع کیا گیا؟

سوال

قرآن لکھنے والا کون ہے اور اسے جمع کس طرح کیا گیا؟

پسندیدہ جواب

1–اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن کریم کی حفاظت اپنے ذمہ لیتے ہوئے فرمایا ہے :

.{بیشک ہم نے ہی قرآن کی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں}.الحجر(9) .

ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ :

اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ .{بیشک ہم نے ہی ذکر کو نازل فرمایا ہے}.اور وہ ذکر قرآن ہے .{اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں}.اللہ تعالی نے اس میں یہ فرمایا ہے کہ ہم قرآن کی حفاظت کرنے والے ہیں کہ کہیں اس میں باطل کا اضافہ نہ کر دیا جائے یا پھر اس کے احکام وحدود اور فرائض میں سے کچھ کمی نہ کر دی جائے ۔ تفسیر الطبری (8/14)

اور شیخ السعدی رحمہ اللہ تعالی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ :

.{بیشک ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا ہے}. یعنی قرآن کو نازل کیا جس میں ہر چیز کے کا ذکر ہے مسائل اور واضح دلائل وغیرہ اور اسی طرح اس میں سے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے نصیحت بھی ہے ۔

.{اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں}. یعنی وقت نزول اور نزول کے بعد بھی ، تو نزول کی حالت میں ہم نے اسے ہر شیطان مردود سے جو کہ چوری چھپے سننے والا ہے سے محفوظ رکھا ہے ، اور نزول کے بعد اللہ تعالی نے اسے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے سینوں میں محفوظ کیا ، اور اللہ تعالی نے اس کے الفاظ کو زیادتی اور نقصان اور اس کے معانی کو تغیر تبدل سے محفوظ رکھا ہے ، تو اس کے معانی میں تحریف کرنے والا کوئی بھی تحریف کرتا ہے تو اللہ تعالی ایسے علماء پیدا فرما دیتا ہے جو کہ حق کو بیان کرتے ہیں ۔

تو اللہ تعالی کی یہ سب سے عظیم نشانی اور نعمت ہے جو کہ اس نے اپنے مومن بندوں پر کی ہوئی ہے ، اور قرآن کی یہ بھی حفاظت ہے کہ اللہ تعالی اس پر عمل کرنے والوں کو ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھتا اور ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط نہیں ہونے دیتا ۔ اھ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن تیئس (23) برس میں تھوڑا تھوڑا کر کے بوقت ضرورت نازل کیا گیا ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کے فرمان کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے :

.{اور قرآن کو ہم نے تھوڑ تھوڑا کر کے اس لئے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا}.الاسراء(106) .

شیخ شعدی رحمہ اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ :

یعنی : ہم نے یہ قرآن فرق کرنے والا بنا کر نازل کیا ہے جو کہ حق و باطل اور ھدایت و گمراہی کے درمیان فرق کرنے والا ہے ۔

.{ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں}. یعنی مہلت کے ساتھ تاکہ وہ اس کے معانی پر غور و فکر اور تدبر کر سکیں اور اس کے علوم کا استخراج کریں ۔

.{اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا}. تھوڑا تھوڑا کر کے تیئس برس میں نازل کیا ۔ اھ تفسیر السعدی ص (760) ۔

2- : عرب میں لکھائی اور کتابت بہت ہی کم کی جاتی تھی ، اور اللہ تعالی نے انہیں اسی وصف سے نوازتے ہوئے فرمایا ہے :

.{اللہ وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا}. الجمعۃ (2) ۔

تو وہ لوگ قرآن کریم کو اپنے سینوں میں حفظ کرتے تھے اور ان میں سے بہت ہی ایسے تھے جو کہ بعض آیات اور سورتیں چمڑے اور باریک پتھروں وغیرہ پر لکھ لیا کرتے تھے ۔

3- : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں قرآن کریم کے علاوہ کچھ اور لکھنے سے منع فرما دیا تھا ، اور انہیں اپنی کلام لکھنے سے مؤقتا روک دیا تھا حتی کہ صحابہ کرام کی ہمتیں قرآن کریم کے حفظ اور اس کی کتابت پر بندھ جائے ، اور اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا اللہ تعالی کی کلام قرآن کریم کے ساتھ اختلاط نہ ہو جائے اور قرآن کریم زیادتی و نقصان سے محفوظ رہے ۔

4- : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امین اور فقہاء صحابہ کرام کی ایک جماعت کو وحی لکھنے کی ذمہ داری سونپی رکھی تھی ، اور وہ صحابہ اپنے تراجم میں کاتب وحی کے ساتھ اس طرح معروف نہیں جتنے کہ خلفاء اربعہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اور معاویہ بن ابی سفیان اور زید بن ثابت وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم معروف ہیں ۔

5- : قرآن کریم سات لغات و لہجات میں اتارا گیا جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی کی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ۔ صحیح بخاری (2287) صحیح مسلم (818) اور یہ لغات اور لہجات فصاحت میں معروف ہیں ۔

6- : خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور تک قرآن کریم صحابہ کرام کے سینوں اور چمڑے وغیرہ پر باقی اور محفوظ رہا ، اس کے بعد مرتدین کے ساتھ لڑائیوں میں بہت سے حفاظ صحابہ کرام شہید ہو گئے تو ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو ڈر پیدا ہوا کہ کہیں قرآن کریم صحابہ کرام کے سینوں میں ہے نہ رہ کر ضائع ہو جائے ، تو انہوں نے کبار صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ مکمل قرآن کریم کو ایک کتاب میں جمع کیوں نہ کر لیا جائے تاکہ وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے ، تو یہ کام انہوں نے حفاظ میں سے زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کے ذمہ لگایا ۔

اس کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے کچھ یوں کیا ہے :

زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد میری طرف پیغام بھیجا (میں جب آیا تو) عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کے پاس دیکھا تو ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے کہ عمر رضی اللہ تعالی میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ جنگ یمامہ میں قرآء کرام کا قتل (شہادتیں) بہت بڑھ گیا ہے ، اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دوسرے ملکوں میں بھی قرآء کرام کی شہادتیں نہ بڑھ جائیں جس بنا پر بہت سا قرآن ان کے سینوں میں ان کے ساتھ ہی دفن ہو جائے گا ، اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم جاری کر دیں ۔

تو میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہا کہ تم وہ کام کیسے کرو گے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ؟

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم یہ ایک خیر اور بھلائی ہے ، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ بار بار میرے ساتھ یہ بات کرتے رہے حتی کہ اللہ تعالی نے اس بارہ میں میرا شرح صدر کردیا ، اوراب میری رائے بھی وہی ہے جو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے ۔

زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے کہ تم ایک نوجوان اور عقل مند شخص ہو ہم آپ پر کوئی کسی قسم کی تہمت بھی نہیں لگاتے ، اور پھر تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہے ہو ، تو تم قرآن کو تلاش کرکے جمع کرو ۔

زید رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی قسم اگر وہ مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ کوئی پہاڑ منتقل کرنے کا مکلف کرتے تو مجھ پر وہ اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا کہ قرآن کریم جمع کرنے کا کام بھاری اور مشکل تھا ، میں کہنے لگا تم وہ کام کیسے کروگے جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم یہ خیر اور بھلائی ہے ، تو ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ بار بار مجھ سے یہ کہتے رہے حتی کہ اللہ تعالی نے میرا بھی شرح صدر کردیا جس طرح ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا شرح صدر ہوا تھا ، تو میں قرآن کریم کو لوگوں کے سینوں اور چھال اور باریک پتھروں سے جمع کرنا شروع کردیا حتی کہ سورۃ التوبۃ کی آخری آیات ابو خزیمۃ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی اور کس پاس نہ پائی ۔{لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم ۔ ۔ ۔ }(تمہارے پاس ایسا رسول تشریف لایا ہے جو تم میں سے ہے جسے تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے ۔ ۔) ۔

تو یہ مصحف ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہے پھر ان کے بعد تاحیات عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس اور ان کے بعد حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس رہے ۔

العسب : کھجور کی ٹہنی کو کہتے ہیں اس کی چھید اس کی چوڑائی میں لکھتے تھے ۔

اور اللخاف ، باریک پتھر کو کہتے ہیں ۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ خود بھی حافظ قرآن تھے ، لیکن اس کے باوجود انہوں نے قرآن کریم کے ثبوت کے لئے ایک خاص منہج اختیار کیا تو وہ اس وقت تک کوئی آیت نہیں لکھتے تھے کہ جب تک دو صحابی یہ گواہی نہ دے دیں کہ انہوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔

تو یہ مصحف خلفاء کے ھاتھ میں خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے دور تک رہا ، اور صحابہ کرام مختلف ممالک میں پھیل چکے اور وہاں وہ قرآن ان سات لہجوں میں ہی پڑھتے تھے جن میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا ، تو اس طرح ان کے شاگرد اسی طرح پڑھتے جس طرح کہ اس کے شیخ اور استاد نے اسے پڑھایا تھا ۔

جب ایک شاگرد اپنے ہم عصر بھائی کو قرآن کسی اور لہجے میں پڑھتا ہوا دیکھتا وہ اسے غلط کہتا اور اس کا انکار کرتا یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا تو صحابہ کرام کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کے درمیان فتنہ نہ پیدا ہوجائے اس لئے انہیں یہ خیال آیا کہ لوگوں کو صرف قریش کے لہجہ پر جمع کردیا جائے جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے تاکہ اختلاف کو مٹایا اور اس کی جڑ ہی ختم کردی جائے ، عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی اس موافقت کردی ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہما عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے جو کہ آرمینیا اور آذربائجان کو فتح کرنے کے لئے اہل عراق کے ساتھ مل کر شامیوں سے غزوہ کررہے تھے حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کو قرآت میں ان کے اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا ۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کہنے لگے اے امیر المؤمنین اس امت کو کتاب اللہ میں یھودیوں اور عیسائیوں کی طرح اختلاف کرنے سے پہلے ہی پکڑلیں ، تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمیں وہ مصحف دو تاکہ ہم اس کے نسخے تیار کرنے کے بعد یہ مصحف آپ کو واپس دے دیا جائے گا ، عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے زید بن ثابت ، عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ھشام کو مصحف کے نسخے تیار کرنے کا حکم دیا ، اور اس گروہ میں سے

تین قریشیوں کو یہ کہا کہ اگر تم اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے قریش کے لغت میں لکھو کیونکہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا ہے، توانہوں نے ایسے ہی کیا۔

جب نسخے تیار ہو چکے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالی کو واپس کر دیا، اوران نسخوں میں سے ہر ایک طرف ایک نسخہ بھیج دیا اور یہ حکم دیا کہ اس نسخہ کے علاوہ ہر مصحف اور صحیفہ جلا دیا جائے۔

ابن شہاب زھری کہتے ہیں کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے بتایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے مصحف نسخ کرتے وقت سورۃ الاحزاب کی ایک آیت نہ ملی جو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا جب ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ ہمیں خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے ملی (من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ) تو ہم نے مصحف میں سورۃ الاحزاب میں ملا دیا۔

تو اس طرح اختلاف کی جڑ کاٹ دی گئی اور ایک ہی کلمہ بن اور قرآن کریم لوگوں کے سینوں میں تواتر کے ساتھ محفوظ رہا اور قیامت تک رہے گا، تو یہی وہ اللہ تعالی کی حفاظت ہے جو اللہ تعالی کے اس فرمان کا مصداق ہے :

{بیشک ہم نے ہی قرآن کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں} الحجر (9)۔

واللہ تعالی اعلم.